OPEN ACCESS
Journal of Islamic & Religious Studies
ISSN (Online): 2519-7118
ISSN (Print): 2518-5330
www.jirs.uoh.edu.pk

JIRS, vol.:2, Issue: 1, Jan – June 2017
DOI: 10.36476/JIRS.2:1.06.2017.01, PP: 1-10

مصحف ابن مسعودؓ کی تاریخی حیثیت کے بارے میں ابن ورّاق کی آراء کا تنقیدی جائزہ

A Critical Analysis of the Views of Ibn Warraq about the Historical Status of Muṣḥaf ibn e Mas'ud

***ڈاکٹر حفصہ نسرین**

سینیئر ایڈیٹر/اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

Abstract

This article deals with the polemics of Ibn Warraq aboutthe history of the text of Qur'┐n with reference the codex of Abdullah bin Mas'ud. Ibn Warraq considers the codex of Ibn Mas'ud as milestone in the history of Qur'┐nic text. Ibn Warraq is of the view that its order of Sura is different from Mushaf Uthmani and a lot of variant reading have been attributed to him so the history of Qur'┐nic text and the text itself should be rearranged in the light of codex of Ibn Masud. In this paper these views being examined in the light of authentic sources.

***Keywords**: Mu╖haf ibn e Mas'ud, ibn Warraq, Qur'┐n.*

ابتدائیہ

قراءات قرآنیہ مستشرقین اور استشراق زدہ ذہنوں کے حاملین کے لیے ہمیشہ باعث تشکیک رہی ہیں۔ چنانچہ ساتویں صدی عیسوی سے تاحال قرآن کریم پر کام کرنے والے یہود و نصاریٰ نے ان قراءات کو لحن و لہجہ اور تلفّظ کے فرق کے برعکس متنِ قرآن کا اختلاف قرار دیتے ہوئے دعویٰ کیا کہ اگر قرآن کا متن منزّل من اللہ ہوتا تو متعین ہوتا اور ایک ہی انداز میں پڑھا جاتا۔ اس کی قراءت کے مختلف طُرُق نہ ہوتے۔ چنانچہ یہود و نصاریٰ نے اپنی اپنی دانست اور افتادِ طبع کے مطابق اپنی اپنی کتب اور مقالات میں اس موضوع پر خامہ فرسائی کی ہے۔

عصرِ حاضر میں ان کے بعض جانشین [جو خود لادین ہیں لیکن یہود و نصاریٰ کی نیابت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں] ان کے نظریات اور ان کی نام نہاد، مبنی بر تعصّب و عناد تحقیقات کے من چاہے نتائج کے پرچار میں کوشاں ہیں۔ ان کی کتب و مقالات کی تدوینِ نو کرکے ان کو شائع کر رہے ہیں۔ اسی طبقے کا ایک نمایاں نام ابن ورّاق ہے۔ ابن ورّاق قلمی نام راج کوٹ ہندوستان کے ایک مسلم گھرانے میں جنم لینے والا "حالاً دہریہ" ہے[1]، جو قرآن کریم پر مستشرقین کی تقریباً تمام اہم کتب و مقالات کو از سرنو مدون کرکے شائع کر رہا ہے۔ نیز انہی استشراقی تحقیقات پر تکیہ کرتے ہوئے خود بھی مقالات وغیرہ لکھ کر رسائل و جرائد میں شائع کرانے میں مشغول ہے۔

اسی سلسلے کی ایک کڑی اس کا مقالہ "Which Koran" ہے۔ اس مقالے میں اس نے متن قرآن پر انگشت نمائی کرتے ہوئے اسے خالصتاً انسانی تصنیف قرار دیا ہے جس کا بہت سا حصہ دست برد زمانہ کی نذر ہو چکا ہے۔ جس کی تدوین ایک طویل تاریخ

کی حامل ہے اور اس کا ثبوت وہ قراءات قرآنیہ ہیں جو دراصل متن قرآن کی "re-editing" کے مختلف مراحل ہیں۔ جبکہ مسلمان اپنے قرآن کو محفوظ و مامون ثابت کرنے کے لیے حقیقت سے اغماض برتتے ہوئے اس کو قراءات کے مختلف طرق قرار دیتے ہیں[2]۔

اس ادعا کی تصدیق و تائید کے لیے ابن ورّاق مصاحفِ صحابہ کے حوالے دیتے ہوئے ان کو بھی مصحف عثمانی کے مساوی قرار دیتا ہے۔ اس کے مطابق مصحف عثمان مختلف مقابل مسوّدات میں سے ایک تھا اور مصحف ابن مسعود جو بدقسمتی سے ہماری دسترس میں نہیں وہ بھی اسی مقام و مرتبے کا حامل تھا، اگرچہ وہ مصحف ہمارے پاس موجود نہیں لیکن تفاسیر میں موجود قراءاتِ صحابہ میں حضرت ابن مسعودؓ کی جانب منسوب قراءات کی تعداد چونکہ سب سے زیادہ ہے۔ للذا مستشرقین (برٹن، نولڈکے، آرتھر جیفری وغیرہ) اور ان کے تتبّع میں ابن ورّاق نے اس مصحف کو مقابل مسوّدات (rival codices) میں سے اساسی واہم ترین گردانتے ہوئے اس مصحف اور مصحف عثمانی کے مابین پائے جانے والے تضادات کی بناپر متن قرآن کے پایۂ استناد پر شکوک و شبہات کا اظہار کیا ہے اور مصحف ابن مسعودؓ کو تدوین متن قرآن کے مختلف مراحل میں سے ایک اہم مرحلہ قرار دیا ہے۔ بقول ابن ورّاق مصحف ابن مسعودؓ کے اہم ممیّزات درج ذیل ہیں:

۱۔ ترتیب سور اور اسمائے سور کا مصحف عثمانی سے مختلف ہونا

۲۔ الفاتحہ اور معوذتین کی عدم موجودگی

۳۔ کثیر تعداد میں قراءات کا اختلاف جو محض قراءات نہیں تھیں بلکہ انہی کی بناپر کوفی مکتب فکر کی داغ بیل پڑی۔

۴۔ اگر ہم صحابہ کی جانب منسوب قراءات کو غیر معتبر گردانتے ہیں تو ہمیں ان سے مروی احادیث کو بھی غیر معتبر قرار دینا ہوگا۔

اس مقالہ میں ابن ورّاق کے پیش کردہ مواد اور اس کے مصادر و دعاوی کا تحقیقی جائزہ لیا جائے گا۔ مقالہ کی ابتداء میں میں حضرت ابن مسعودؓ کی مختصر سوانح اور ان کے مصحف کی تالیف کا اجمالی بیان ہے۔ جس کے بعد امہات الکتب کی روشنی میں تحقیق کی چشم کشادہ سے ان نکات پر بحث کی گئی ہے کہ مصحف ابن مسعود قراءات کے حوالے سے مصحف عثمانی سے کس حد تک مختلف تھا اور کیوں؟ اور کیا ان کی جانب منسوب قراءات معتبر ہیں؟، اور مقالہ کے آخر میں اختتامیہ پیش کیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہؓ بن مسعود۔ ایک تعارف

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آنجناب ﷺ کے ان جانثار رفقا میں سے تھے جو بعثت رسول ﷺ کے ابتدائی ایام ہی سے آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ سابقون الاولون میں وہ چھٹے شمار کیے جاتے ہیں[3]۔ ان کی ولادت ۲۲ عام الفیل میں ہوئی ان کا تعلق قبیلہ ھذیل سے تھا۔ مدرکہ بن الیاس پر ان کا سلسلۂ نسب آنجناب ﷺ سے جاملتا ہے[4]۔ نوجوانی میں دستور عرب کے مطابق گلہ بانی کا پیشہ اختیار کیا۔ ایک دن بکریاں چرارہے تھے جب آپ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ صدیق سے ملاقات ہوئی۔ اسی ملاقات میں حضور ﷺ کا ایک معجزہ دیکھا جو ان کے اسلام قبول کرنے کا سبب بن گیا[5]۔

حلقۂ اسلام میں داخل ہونے کے بعد بیش تر وقت بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر رہے۔ جلوت و خلوت، سفر و حضر میں آنجناب ﷺ کے رفیق خاص تھے۔ قربت و رفاقت کا یہ عالم تھا کہ اکثر و بیشتر بیرونِ مکہ مکرمہ سے آنے والوں کو گمان ہوتا کہ شاید وہ آنجناب ﷺ کے اہل بیت میں سے ہیں[6]۔ صحابہؓ میں سے وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے مشرکین مکہ کے سامنے بآواز بلند تلاوتِ

قرآن کی جس پر ان کو زدو کوب کیا گیا[7]۔

حضرت ابن مسعودؓ تمام معرکوں میں رفیقِ رسول ﷺ رہے۔ اسی طرح اہم مواقع مثلاً لیلۃ الجن اور معجزہ شق القمر کے عینی شاہدین میں سے تھے[8]۔ اہلِ مکہ کے ظلم و جور سے تحفظ کے لیے جن لوگوں کو حبشہ کی جانب ہجرت کا اذن ملا ان میں حضرت عبداللہ بن مسعود بھی شامل تھے۔ تاہم مختصر سی مدت کے بعد وہ قریش کے مسلمان ہونے کی افواہ پر واپس لوٹ آئے[9]۔ اس عرصے کے علاوہ آنجناب ﷺ کے وصال تک آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر رہے۔ ۲۰ھ میں حضرت عمرؓ نے ان کو قاضی اور امورِ بیت المال کا نگران بنا کر کوفہ بھیجا[10]۔ دس سال تک اس عہدے پر فائز رہے اور نہایت احسن طریقے سے یہ منصبِ گراں بار اٹھایا۔

حضرت عثمان غنیؓ کے عہد مبارک میں ۳۲ھ میں انھیں مدینہ منورہ بلوالیا۔ وہیں ان کی وفات ۳۲ھ اور ایک روایت کے مطابق ۳۳ھ میں ہوئی اور ان کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا[11]۔ ابن مسعودؓ کا بیش تر وقت تلاوت قرآن اور تفکّر و تدبّرِ قرآن میں بسر ہوتا۔ آنجناب ﷺ کی ہمہ وقتی رفاقت ان کی علمی طلب و جستجو کو مزید مہمیز دینے کا سبب بنی۔ علوم قرآن سے ان کا شغف ان کے درج ذیل فرامین سے خوب جھلکتا ہے:

> ’’اللہ کی قسم میں نے آنحضور ﷺ سے ستر سے کچھ زائد سور براہِ راست سیکھیں‘‘ اور ’’آپ ﷺ کے اصحاب جانتے ہیں[12] کہ میں ان میں سے کتاب اللہ کا سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں اگرچہ میں ان میں سے بہترین نہیں ہوں‘‘[13]۔ اسی طرح ’’اس کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں مجھ سے زیادہ یہ کوئی نہیں جانتا کہ کتاب اللہ کی کون سی سورت کہاں نازل ہوئی اور نہ کسی آیت کے متعلق کوئی مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے اور اگر کوئی ہے اور اس تک اونٹ جاسکتے ہیں تو میں ضرور اس کی طرف سفر کروں‘‘۔[14]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی علمی استعداد شغف وانہماکِ قرآن اور درک کو صحابہ کے ہاں بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے ان کو کنیف مَلِئَ علمًا (علم سے بھرپور باڑہ) قرار دیا۔ ایک بار حضرت عمرؓ کے پاس، جبکہ وہ میدان عرفات میں تھے، ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں نے عراق میں ایک ایسا شخص دیکھا ہے جو لوگوں کو محض اپنے حفظ کی بنا پر مصحف املا کرواتا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ کا چہرہ شدت غضب سے سرخ ہوگیا۔ فرمایا کون ہے وہ شخص؟ جواب ملا عبداللہ بن مسعودؓ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ اس کا حق رکھتے ہیں[15]۔

خوش الحانی حضرت ابن مسعود کا امتیازی وصف تھا۔ وہ بہت ہی پر تاثیر اور بلند آواز میں قراءت فرماتے[16]۔ آنجناب ﷺ حضرت ابن مسعود کی تلاوت بڑی رغبت اور شوق سے سماعت فرماتے تھے۔[17]

مصحف عبداللہ بن مسعودؓ

حضرت عبداللہ بن مسعود بھی ان سعید صحابہ کرامؓ میں سے تھے جو قرآن کریم کو ضبط تحریر میں لارہے تھے۔ کتابت وحی کے لیے اگرچہ کچھ صحابہ کی ذمہ داری لگائی گئی تھی لیکن صحابہ کرام اپنے اپنے ذوق کے مطابق آپ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر قرآن کریم سنتے، حفظ بھی کرتے اور محفوظ بھی۔ ان کے مکتوبہ نسخے دراصل ان کی ذاتی بیاض یا ڈائری ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ یہ انفرادی مصاحف ایک دوسرے سے مختلف ہوتے تھے۔ کوئی صحابہ جتنی سورتیں آپ ﷺ سے اخذ کرتے ان کو اسی اعتبار سے اپنے مصحف میں شامل کرلیتے۔ اسی طرح حضرت ابن مسعود کا بھی ایک ذاتی نسخہ قرآن تھا۔

حافظ ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم و فضلہ میں ایک روایت نقل کی ہے جس کے مطابق عبدالرحمٰن بن عبداللہ [بن مسعود] نے ایک کتاب دکھائی اور حاضرین مجلس کو حلفاً بتایا کہ یہ میرے والد نے لکھی ہے[18]۔ یہ روایت حضرت ابن مسعود کے نوشت و خواند سے شناسا ہونے اور کتابت کے ذریعے علم کو محفوظ کرنے پر دلالت کرتی ہے۔ ان کے قرآن سے شغف و محبت کو مدِّنظر رکھتے ہوئے اس امر میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ انہوں نے اپنا مصحف ذاتی نسخہ مرتب کیا ہوگا۔ امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے مصحف کا حوالہ دیتے ہوئے تألیف ابن مسعود کے الفاظ استعمال کیے ہیں[19]۔ بخاری ہی کی ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ مصحف ابن مسعود کی ترتیب سور تالیف مشہور [عثمانی] کے موافق نہیں تھی[20]۔ چونکہ یہ نسخہ ذاتی نوعیت کا تھا لہٰذا اس پر حواشی بھی تھے اور مہبط وحی سے مأخوذ تفسیری اضافے بھی، وضاحتی نوٹ وغیرہ بھی۔

مصحف ابن مسعودؓ اور ابن ورّاق کے دعاوی کی صداقت

اس حصّے میں امہات الکتب کی روشنی میں تحقیق کی چشم کشادہ سے اس امر کا جائزہ لیا جائے گا کہ مصحف عبداللہ بن مسعود کے حوالے سے ابن ورّاق کے دعاوی میں کتنی صداقت ہے۔ اس ضمن میں چونکہ ابن ورّاق کی تحقیق و نگارشات کا بنیادی مصدر و مرکز آرتھر جیفری (۱۸-۱۹۵۲)[21] کی کتاب[22] ہے۔ لہٰذا سطور زیریں میں ابن ورّاق کے ساتھ ساتھ مذکورہ مستشرق کی آرا کا محاکمہ بھی کیا جائے گا۔ ذیل میں ابن ورّاق کے اٹھائے ہوئے نکات پر بالترتیب بحث پیش ہے۔

ا۔ ابن ورّاق کے مطابق مصحف ابن مسعود میں ترتیبِ سور مصحف عثمان سے مختلف تھی۔

امر واقعہ یہ ہے کہ مصحف ابن مسعود اب ہماری دسترس میں نہیں ہے۔ اس کے متعلق ہماری معلومات دیگر کتب پر مشتمل و منحصر ہیں۔ چنانچہ ابن ندیم کی فہرست کے مطابق مصحف مسعود کی ترتیب سور کی ایک فہرست درج ذیل ہے:

”فضل بن شاذان کہتے ہیں کہ میں نے مصحف عبداللہ بن مسعود میں سورالقرآن کو اس ترتیب پر پایا: البقرة، نساء، آل عمران، المص، یونس، براءة، النحل، هود، یوسف، بنی اسرائیل، الانبیاء، المومنون، الشعراء، الصفّٰت، الاحزاب، القصص، النور، الانفال، مریم، العنکبوت، الروم، یٰس، الفرقان، الحج، الرعد، سباء، المکیه، ابراهیم، ص، الذین کفروا، القمر، الذمر، الحوامیم، المسبحات، حم المومن، حم الزخرف، حم السجده، الاحقاف، الجاثیه، الدخان، انافتحنا، الحدید، الحشر، تنزیل، السجدة، ق، الطلاق، الحجرات، تبارک الذی بیده الملک، التغابن، المنافقون، الجمعة، الحواریون، قل اوحی انا ارسلنا نوحا، المجادله، المتحنة، یاایهاالنبی،لم تحرم، الرحمن، النجم، الذریٰت، الطور، اقتربت الساعة، الحاقة، اذاوقعت، القلم، النازعات، سأل سائل، المدثر، المطففین، عبس، هل أتی علی الانسان، القیامة، المرسلت، عمّ یتسألون، اذا الشمس کورّت، اذا السماء انفطرت، هل اتک حدیث الغاشیة، سبح اسم ربک الاعلیٰ، واللیل اذا یغشی، الفجر، البروج، انشقت، اقراء باسم ربک، لااقسم بهٰذا البلد، والضحیٰ، ألم نشرح لک، والسماء والطارق، والعٰدیٰت، أرأیت، القارعة، لم یکن الذین کفروامن اهل الکتب، الشمس والضحا، والتین، ویل لکل همزة، الفیل، لایلف قریش، التکاثر، اناانزلنه، والعصر ان الانسان لفی خسر، اذا جاء نصرالله، ان اعطینک الکوثر، قل یاأیها الکافرون لاأعبدماتعبدون، تبت یدا ابی لهب و تبّ ماأغنی عنه ماله وماکسب، قل هو الله احد الله الصمد۔ یہ کل ایک سو دس سورتیں

ہیں [۱۰۸؟] اور ایک روایت میں ہے کہ الطّور الذّریٰت سے پہلے ہے"[23]۔

کتاب المصاحف کے عنوان سے ایک کتاب ابن اشتہ (م ۳۶۰ھ) کی جانب منسوب ہے[24]۔ کتاب ناپید ہے لیکن امام سیوطیؒ نے ابن اشتہ کی کتاب سے مصحف ابن مسعود کی فہرستِ سور الاتقان میں نقل کی ہے (یہ فہرست جیفری نے اپنی کتاب The Materials میں بھی نقل کی ہے)۔ اس میں سورتوں کی ترتیب اسی طرح سے ہے:

"البقره، النساء، آل عمران، الاعراف، الانعام، المائده، یونس، میئن میں براءة، نحل، هود، یوسف، الکهف، بنی اسرائیل، الانبیاء، طٰه، المومنون، الشعراء، صٰفّٰت، مثانی میں الاحزاب، الحج، القصص، طس، النحل، النور، الانفال، مریم، العنکبوت، الروم، یٰس، الفرقان، الحجر، الرعد، سباء، الملائکه، ابراهیم، ص، الذین کفروا، لقمان، الزمر، حوامیم میں: حم المؤمن، الزخرف، السجدة، حم عسق، الاحقاف، الجاثیة، الدخان، الممتحنة، انا فتحنالک، الحشر، تنزیل السجدة، الطلاق، ق، القلم، الحجرات، انا ارسلنک، المجادلة، الواقعة، النٰزعٰت، سأل سائل، المدثر، المزمل، المطففین، عبس، هل أتی، المرسلٰت، القیٰمة، عم یتسألون، اذا الشمس کورت، اذا السما انفطرت، الغاشیة، سبح، اللیل، الفجر، البروج، اذا السماء انشقت، اقرا باسم ربک، البلد، الضحیٰ، الطارق، العٰدیٰت، أرأیت، القارعة، لم یکن، والشمس وضحاها، التین، ویل لکل همزة، الم ترکیف لایلف قریش، الهکم، انا انزلنه، اذازلزلت، العصر، اذا جاء نصرالله، الکوثر، قل یایها الکافرون، تبّت، قل هو الله احد، الم نشرح۔ اس میں الحمد اور معوذتین نہیں ہیں۔[25]

دونوں فہارس کا تقابلی جائزہ لیں تو واضح ہوتا ہے کہ اوّل الذکر فہرست میں سورة الحجر، الکهف، طٰه، النمل، الشوریٰ، الزلزلة نہیں ہیں۔ جبکہ یہ سورتیں الاتقان کی فہرست میں موجود ہیں۔ جبکہ دوسری فہرست میں ق، الحدید اور الحاقة نہیں ہیں۔

ابن ورّاق کا مصدر ومأخذ "جیفری" ان فہارس کا تقابل کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ ان دونوں میں عدم مذکور سورتوں کی اختلافی قراءات بھی تفاسیر میں موجود ہیں لہٰذا ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ سورتیں یقیناً مصحف ابن مسعود میں ہوں گی۔ اس صورت حال میں ہم اسے محض سہوِ کاتب کہہ سکتے ہیں۔ اور ان فہارس کی بنا پر پورے اعتماد سے کچھ بھی نہیں کہا جاسکتا یہ بذاتِ خود اس امر کی ایک گواہی ہے کہ یہ فہارس بعد میں مرتب کی گئیں۔ اصل مصحف کی بنیاد اس پر نہیں رکھی جاسکتی[26]۔

اس سے زیادہ پر لطف ابن ورّاق کا نقل کردہ ابن ندیم کا قول ہے کہ میں نے مصحف ابن مسعود کی مختلف نقول دیکھیں۔ وہ سب نسخے ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ یہ قول بذاتِ خود ایک قوی دلیل فراہم کرتا ہے کہ ان نسخوں کو حضرت ابن مسعود کی جانب منسوب قرار دینا درست نہیں کیونکہ ایک شخص اپنے ہی مصحف کے مختلف ومتضاد نسخے تیار کرکے نشر کیسے کرسکتا ہے؟

امر واقعہ ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ کے مصحف کی سور کی ترتیب مصحف عثمانی سے مختلف تھی۔ اس کی تائید صحیح بخاری کی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ لیکن اسے متضاد یا مقابلِ مصحف عثمانی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کیونکہ کوئی بھی صحابی ہمہ وقت خدمتِ رسول میں حاضر نہیں رہتے تھے۔ کسی اہم ضرورت کے پیشِ نظر کبھی نہ کبھی وہ بارگاہِ رسالت ﷺ سے غیر حاضر بھی ہوتے ہوں گے۔ اس دوران آنجناب ﷺ نے اگر کوئی سورت یا آیت [وحی] املا کروائی تو وہ غائب کو لازماً حاضرین سے نقل کرنا ہوتی

تھی۔ اس صورت میں ان کے مصحف میں جو ان کی ذاتی بیاض کی حیثیت رکھتا تھا، ترتیب کا بدل جانا قدرے تقدیم و تاخیر ہو جانا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ نیز یہ امر بھی ملحوظ رہنا چاہیے کہ یہ صحابہ کے ذاتی مصاحف تھے جو ایک دوسرے سے بہر حال ترتیب میں مختلف ہی تھے۔ لہٰذا اختلافِ سور کا اعتراض اور اسے بطور دلیل پیش کرنا غیر محققانہ ہے۔

جہاں تک ابن ورّاق کے اس دعوے کا تعلق ہے کہ مصحف ابن مسعود میں سورتوں کے نام بھی مختلف تھے یہ بھی مبنی بر کذب یا پھر مبنی بر جہالت ہے[27]۔ سورتوں کے اسماء پر ذرا سا غور و خوض یہ ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ ان کے ہاں ناموں کا فرق یا تضاد نہیں تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ بیش تر سورتوں کا نام لکھنے کی بجائے ان کی اولین آیت کا ابتدائی ٹکڑا بطور نام پیش کر دیا گیا ہے مثلاً فہرستِ اول میں سورہ فتح کا نام الفتح کی بجائے انا فتحنا لک ہے۔ سورۂ منافقون کو المنٰفقون کا نام دینے کی بجائے اذا جاءک المنٰفقون کا نام دے دیا گیا ہے۔ اگر ہم ان فہارس میں دیے گئے ان مختلف اسما کو درست تسلیم کر لیں تب بھی بآسانی فہم و ادراک کی گرفت میں آنے والی بات ہے کہ وہ مصحف ان کی ذاتی ڈائری تھا۔ اپنی سہولت و آسانی کے لیے انھوں نے بعض سورتوں کو ان کی ابتدائی آیت ہی سے تعبیر کر دیا۔ اس میں حیرت و استعجاب چہ معنی دارد؟

بقول ابن ورّاق مصحف ابن مسعود میں الفاتحہ اور معوذتین نہیں تھیں۔[28]

یہ رائے بھی ابن ورّاق نے آرتھر جیفری کے تتبع میں اور اسی سے روایت کرتے ہوئے دی ہے۔ اس کے لیے بطور دلیل ابن ندیم کا قول پیش کیا ہے کہ ”میں نے مصحف ابن مسعود دیکھا اس میں فاتحہ اور معوذتین نہیں تھیں۔“ اس قسم کی آرا کو بطور دلیل و مصدر پیش کرتے وقت یہ نکتہ ملحوظ رہنا چاہیے کہ چوتھی صدی ہجری میں کتب کی حفاظت کے لیے وہ وسائل میسر نہیں تھے جو آج موجود ہیں ایسے میں کسی کتاب کے اولین یا آخری صفحات کا ضائع ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ بہت ممکن ہے کہ جو مصحف ابن ورّاق نے دیکھا اس کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہو۔

طرفہ تماشا ہے کہ ابن ورّاق کے استاد یعنی جیفری نے اپنی کتاب <u>The Materials</u> میں سورۂ فاتحہ کی اختلافی قراءات پیش کی ہیں۔ اگر حضرت ابن مسعودؓ فاتحہ کو جزو قرآن کی بجائے محض ایک دعا تصور کرتے تھے تو پھر جیفری نے الفاتحہ کے عنوان سے قراءات مختلفہ کو کیوں نقل کیا؟ اور اس کے شاگرد رشید، اعلیٰ پائے کی تحقیقات کو من وعَن نقل کرنے والے ابن ورّاق نے اس امر پر کوئی توجہ نہیں دی۔

حضرت ابن مسعودؓ کی قراءت مصحف عثمانی کی قراءت کے مخالف تھی اور یہ محض قراءات نہیں تھیں بلکہ ایک پورا مکتبِ فکر انھی قراءات کی بنا پر وجود پذیر ہوا۔ مثلاً سورۃ المائدہ آیت ۸۹ میں حضرت ابن مسعود نے معروف قراءت ثلٰثۃ ایام کے بجائے اس میں متتابعات کا اضافہ کیا اور اسے ثلٰثۃ ایام متتابعات پڑھا۔ تفاسیر میں بلاشبہ حضرت ابن مسعودؓ کی جانب منسوب یہ قراءت ملتی ہے لیکن محض بطور قراءتِ ابن مسعود۔[29]

قرآن کریم، تفسیر اور فقہ سے شناسائی نہ ہونے کے سبب ابن ورّاق نے یہ رائے پیش کر دی۔ آیت مذکورہ میں قَسم کے کفارے کا بیان ہے۔ کفّاروں میں مساکین کو اولاً لباس دینا، ثانیاً کھانا کھلانا اور ثالثاً تین ایام کے روزے رکھنا ہے۔ قرآن میں صرف ثلٰثۃ ایام کہہ کر اسے مطلق رکھا گیا۔ یعنی یہ قید نہیں لگائی گئی کہ پیہم تین روزے رکھے یا وقفے سے بھی رکھ سکتا ہے۔ بدیں سبب فقہاکے مابین اس پر اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

مثلاً امام شافعی کے دو قول ہیں جدید اور راجح یہ ہے کہ تسلسل صیام مستحب ہے واجب نہیں۔ امام ابو حنیفہ و امام احمد کے

مطابق تسلسل واجب ہے اور امام شافعی کا قول قدیم بھی یہی ہے۔ کیونکہ قتل اور ظِہار کے کفارے میں تسلسل کی قید نص میں آئی ہے۔ اس لیے اس مطلق میں بھی اس شرط کو ضروری قرار دیا جائے گا۔ امام شافعی کے قول راجح کی دلیل یہ ہے کہ کفارہ میں دو قاعدوں کو سامنے رکھنا ہوگا۔ ایک تو قول اور ظہار کے کفارے کے قاعدے کو وہاں تسلسلِ صیام منصوص ہے۔ دوسرا صوم تمتع کو کہ وہاں روزوں میں تفریق ضروری ہے۔ امام شافعی صوم تمتع کو حج میں جبر قرار دیتے ہیں[30]۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی حدیث کے مطابق جب آیت کفارہ نازل ہوئی تو حضرت حذیفہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ کیا (تعیین کا) ہم کو اختیار ہے؟ فرمایا ہاں چاہو تو کپڑا دے دو، چاہو تو کھانا دے دو اور جس کو کچھ نہ ملے تو پیہم تین روزے ہیں[31]۔

امام ابو حنیفہؒ کے قول کی دلیل بلاشبہ حضرت ابن مسعودؓ کی جانب منسوب یہ قراءۃ یعنی ثلاثہ ایام متتابعات ہی ہے۔ لیکن بہ نظر غائر دیکھا جائے تو یہ فقہی اختلاف ہے اور اس معاملے میں امام احمد بھی اسی رائے کے حامل ہیں۔ اس صورتحال میں یہ دعویٰ کیسے کیا جاسکتا ہے کہ یہ محض ابن مسعودؓ کی رائے تھی جس کی بنا پر ایک مکتب فکر بنا اور اسی کے نتیجے میں امام اعظمؒ نے یہ رائے لی۔ امام غزالی المستصفی میں اسی مسئلہ پر یوں رقمطراز ہیں:

"فی الحقیقت یہ مسئلہ ان بہت سے مسائل میں سے ہے جن میں اللہ کریم نے مسلمانوں کی سہولت کے لیے نرمی سے کام لیتے ہوئے گنجائش رکھ دی اختیارِ تعیین دے دیا۔ اس کا عقائد وایمانیات سے کوئی دور کا تعلق بھی نہیں ہے۔ بدیں سبب اس یا اس جیسی اور مثالوں (قراءات ابن مسعودؓ) کی بنا پر یہ دعویٰ کہ مصحف ابن مسعودؓ مصحف عثمانی سے متضاد مسائل واحکام کا حامل تھا جن کی بنا پر کوئی خاص مکتب فکر وجود پذیر ہوا، بجز کج بحثی اور خبث باطنی یا پھر کم از کم تخمینی قیاسات کے مظہر کے اور کچھ نہیں[32]۔"

ابن ورّاق نے مسلمہ تاریخ کی اہم شہادتوں سے اغماض برتا ہے مثلاً:

۱۔ حضرت ابن مسعودؓ اپنے مصحف سے دستبردار ہوگئے تھے اور مصحف عثمانی پر صحابہ کرامؓ کے اجماع میں شامل تھے[33]۔ چنانچہ سورہ اسماے سور اور تعدادِ سُور کے حوالے سے ان کا مؤقف بھی وہی تھا جو دیگر صحابہ کرام کا اور ساری امت کا تھا۔

۲۔ ابن ورّاق نے اپنی نگارشات کی بنیاد آرتھر جیفری کی Materials پر رکھی ہے۔ Materials کی بنا جیفری نے ابن ابی داؤد کی کتاب المصاحف پر رکھی ہے۔ اس کتاب کے نہ تو رواۃ متصل ہیں نہ ہی یہ معتبر اسناد کی حامل ہے۔ مزید برآں ابن ابی داؤد کی شخصیت علما کی شدید تنقید کا نشانہ رہی ہے۔ چنانچہ علماے جرح وتعدیل نے انھیں کذّاب وغیرہ قرار دیا ہے[34]۔ نیز ایک رائے یہ بھی ہے کہ یہ کتاب انھوں نے نہیں لکھی بلکہ کسی یہودی یا نصرانی کی تحریر کردہ ہے جسے ان کی جانب اس مقصد سے منسوب کیا گیا کہ متن قرآن کی استنادی حیثیت کی تکذیب اور تشکیک ہوسکے[35]۔ ابن ورّاق نے اس کتاب کے حوالے دیے ہیں لیکن اس کے معتبر ومصدّقہ ہونے پر غور وپرداخت، اس کی جانچ پڑتال کی چنداں ضرورت نہ سمجھی۔

قلقشندی نے صبح الاعشیٰ میں ایک روایت نقل کی ہے۔ لکھتے ہیں "ایک شخص نے جو مسلکاً شیعہ تھا، حلفاً اقرار کیا کہ اس نے حضرت ابن مسعودؓ کی جانب ایسی متعدد قراءات منسوب کردی ہیں جو مصحف ابن مسعود میں نہیں تھیں[36]۔ ابن ورّاق کے مصدر ومآخذ امام وپیشوا یعنی جیفری نے خود بھی اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ شیعوں نے بہت سی قراءات حضرت ابن مسعودؓ کی جانب منسوب کردیں[37]۔

ان تمام معروضی حقائق کے باوجود ابن ورّاق مصحف ابن مسعود کو مصحف عثمانی، جس پر تمام امت کا اجماع ہے، کے ہم پلّہ قرار دیتا ہے! جبکہ وہ خود اس امر کا اقرار بھی کرتا ہے کہ ہمارے پاس مصحف ابن مسعود کا کوئی نسخہ نہیں ہے۔ کیا صدیوں میں یہ مرتّب کی جانے والی تفاسیر میں موجود بلاسند قراء آت کی بنا پر مرتب کردہ ایک مجموعے کو اس مصحف کے مقابلے میں صحیح تر قرار دیا جاسکتا ہے جو صدیوں سے محض کتابت کے ذریعے ہی نہیں بلکہ حفظ کے ذریعے محفوظ و مامون ہے۔ بالفاظِ مولانا عبدالقدوس ہاشمی ''جس قوم میں مادر زاد اندھے حافظ رہے ہوں اور جس میں آج تک استاد سے شاگرد کی طرف علم کی منتقلی بذریعۂ صوت و آواز ہو اس میں نقطے کی کیا اہمیت ہے۔ صحابہ رسول ﷺ اللہ کی زبان اقدس سے آواز سنتے تھے یا لکھی ہوئی تحریروں سے قرآن مجید یاد کرتے تھے اور آج تک کسی مسجد و مدرسہ میں قرآنِ مجید بغیر معلم کی آواز کے بلیک بورڈ پر لکھ کر پڑھا جاتا ہے؟ قرآن مجید کی آواز مد، سکون، وقف، سکتہ یہ سب کچھ بذریعہ روایت محفوظ ہے''[38]۔

۴۔ اسی طرح ابن ورّاق کا یہ دعویٰ کہ اگر ہم صحابہ کی جانب منسوب قراء آت کو غیر معتبر قرار دیتے ہیں تو ہمیں ان سے مروی احادیث کو بھی غیر معتبر گردانا ہوگا، بالکل طفلانہ ہے۔ علوم اسلامیہ کا مبتدی طالب علم بھی اس حقیقت کا اعتراف کیے بنا نہیں رہ سکتا کہ ذخیرہ احادیث بہت چھان بین، بہت حزم و احتیاط سے جمع و مرتّب کیا گیا ہے۔ اس کے لیے علم جرح و تعدیل جیسا عظیم فن ایجاد ہوا جو صرف اہل اسلام کا تخصّص ہے۔ کیا چھٹی، ساتویں، آٹھویں یا متأخر صدیوں میں لکھی جانے والی تفاسیر میں ''وفی قراءۃ ابن مسعود کذا و کذا۔۔۔'' کو، جس کی کوئی سند نقل نہیں کی گئی، ان احادیث کے مساوی درجے پر رکھنا مبنی بر انصاف ہوگا جن کی سند نبی ﷺ تک بغیر کسی انقطاع کے، معتبر و مصدقہ رواۃ کے ذریعے پہنچتی ہے؟

اختتامیہ و نتائج

معتبر مصادر کی رہنمائی میں ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ حضرت ابن مسعودؓ کے پاس ان کا ذاتی نسخہ قرآن بلاشبہ موجود تھا۔ وہ کوفہ میں اسی کے مطابق تدریس و تبلیغ کے عظیم فریضے کی انجام دہی کرتے رہے۔ تاآنکہ مصحف عثمانی کی تدوین عمل میں آئی اور قدرے ناراضی کے بعد، جو نبی اکرم ﷺ سے سن کر جمع کیے ہوئے مصحف کو ترک کرنے کے سبب تھی، وہ اپنے مصحف سے دستبردار ہو گئے اور اجماع صحابہ کو قبول کیا۔ اس کے بعد کبھی ان سے اپنے مصحف پر اصرار یا کسی ناراضی کے اظہار کی شنید نہیں۔ مصحف عثمانی کو تسلیم کرکے گویا انھوں نے الفاتحہ سے والناس تک مصحف عثمانی کو اسی ترتیب، اسماء سور وغیرہ کے ساتھ تسلیم کیا۔ چنانچہ چار معروف قرّاء یعنی حمزہ، عاصم، کسائی اور خلف اپنی قراء آت کی سند سیدنا ابن مسعودؓ تک بیان کرتے ہیں اور ان کی قراء آت کے مطابق مصحف ابن مسعودؓ اسی ترتیب کے مطابق اور مکمل ۱۱۴ سور پر مشتمل ہے۔

جہاں تک حضرت ابن مسعود کی جانب منسوب قراء آت کا تعلق ہے تو وہ محض تفسیری حواشی ہیں اور تفاسیر یا دیگر بعض کتب میں ایک علمی ورثے کے طور پر محفوظ رکھی گئی ہیں۔ بہت سی موضوع ہیں اس کا اعتراف ابن ورّاق کے امام آرتھر جیفری نے خود کیا ہے۔ اپنی قراء آت کے مصحف عثمانی کے مقابلے میں درست تر یا افضل ہونے کا دعوی نہ حضرت ابن مسعودؓ کو تھا اور نہ ہی ایسی کوئی دلیل ابن ورّاق پیش کرسکا ہے۔

ابن ورّاق کے مصادر مسلّمہ تحقیقی اصولوں کے مطلوبہ معیار کی تکمیل نہیں کرتے۔ چنانچہ ابن ورّاق کا یہ دعوی کہ مصحف ابن مسعود مصحف عثمانی کے مقابل نسخہ قرآن تھا یا متنِ قرآن کی تاریخ میں ایک اہم سنگِ میل تھا، بالکلیّہ بے بنیاد ثابت ہوتا ہے۔

حواشی ومصادر

[1] Interview with Ibn Warraq, www.en.qantara.de/content/interview-with-ibn-warraq-many-muslims-react-to-criticism-of-the-quran-with-hysteria, 29-11-2007.

[2] Ibn Warraq, "Which Koran" in New English review (monthly), London, Feb-March, 2008.

[3] ابن الاثیر عزالدین ابی الکرم محمد بن محمد، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، بیروت، داراحیاء التراث العربی، ۱۳۷۷ھ، ج: ۳، ص: ۳۵۶

[4] ابوالفداء عماد الدین اسمٰعیل، المختصر فی اخبار البشر، بیروت، دارالمعرفہ س ن، ج: ۱، ص: ۱۶۷

[5] القرطبّی یوسف بن عبداللہ: الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، مکتبہ دارالبازمکہ مکرمہ، ۱۹۹۵ء، ج: ۳، ص: ۱۱۱

[6] القشیری مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب فضائل الصحابہ، باب مناقب عبداللہ بن مسعود؛ نیز دیکھیے: احمد بن حنبل الشیبانی، المسند، ج: ۵، ص: ۶۵۲؛ ابن الجزری شمس الدین ابی الخیر محمد بن محمد: غایۃ النہایۃ فی طبقات القرّا، مصر، مکتبہ الخانجی، ۱۹۳۲ء، ج: ۱، ص: ۴۵۸-۴۵۹؛ زرکلی خیر الدین: الاعلام قاموس اللہ اجم الأشہر الرجال والنساء من العرب، المستعربین والمستشرقین، بیروت ۱۹۹۷؛ ج: ۶، ص: ۱۳۷؛ نووی، ابوزکریا محی الدین ابن اشرف: تہذیب الاسماء واللغات، س ن، بیروت، ج: ۱، ص: ۲۷۰

[7] ابن الاثیر، اسد الغابہ، ج: ۳، ص: ۳۵۶

[8] ابن حجر العسقلانی شہاب الدین احمد بن علی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، بغداد مکتبہ المثنیٰ، طبع اول ۱۳۲۸ھ،

[9] ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، بیروت، داراحیاء التراث العربی، س ن، ج: ۲، ص: ۵؛ ابن حزم علی بن احمد بن سعید، جوامع السیرۃ، پاکستان س ن، ص: ۶۵

[10] اتابکی جمال الدین ابوالمحاسن یوسف بن تغری بردی، مصر، النجوم الزاہرہ فی ملوک مصر والقاہرۃ، ۱۹۶۳ء، ج: ۱، ص: ۷۵؛ ابن الاثیر، اسد الغابہ، ج: ۳، ص: ۳۶۰؛ ابن الجزری، غایۃ النہایۃ، ج: ۱، ص: ۴۵۹؛ نووی، تہذیب الاسما، ج: ۱، ص: ۲۸۰؛ ذہبی شمس الدین محمد بن احمد: العبر فی خبر من غیر، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۳۴۷ھ، ج: ۱، ص: ۲۴

[11] أبی الفضل محمد بن علی الحموی، تاریخ المنصوری، ماسکو، ۱۹۶۳ء، ص: ۴۲

[12] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب فضائل القرآن، باب القرا من اصحاب رسول اللہ، ح: ۵۰۱۴

[13] ایضاً۔

[14] ابن الاثیر، اسد الغابہ، ج: ۳، ص: ۳۵۹

[15] ابونعیم احمد بن عبداللہ، حلیۃ الاولیا وطبقات الاصفیا، دارالکتب العربی، طبع ثانی، ۱۹۶۷ء، ج: ۱، ص: ۱۲۴

[16] منّاع خلیل القطان، مباحث فی علوم القرآن، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، طبع: ۲۲، ۱۹۸۷ء، ص: ۱۸۸

[17] بخاری، الجامع، کتاب فضائل القرآن، باب اصحاب القرا من اصحب رسول اللہ، ح: ۵۰۰۱

[18] ابن عبدالبر ابوعمر یوسف، جامع بیان العلم وفضلہ، مصر، المطبعہ المنیریہ، س ن، ج: ۱، ص: ۴۲

[19] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب فضائل القرآن، باب تالیف القرآن، ح: ۴۹۹۶

[20] بخاری، الجامع الصحیح؛ نیز دیکھیے اسی حدیث کی شرح از العینی بدرالدین، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، دارالفکر، س ن، ج: ۱۰، جزو: ۲۰، ص: ۲۳

[21] آرتھر جیفری(۱۸۹۲-۱۹۵۲ء) آسٹریلوی نژاد امریکی مستشرق، قاہرہ میں امریکن ریسرچ سنٹر کا ڈائریکٹر رہا۔ کولمبیا یونیورسٹی میں سامی زبانوں کا پروفیسر رہا۔ مدراس کے کالج میں پروفیسر بھی رہا۔ قرآنیات اس کی خاص دلچسپی کا مرکز و محور ہے چنانچہ اس نے قرآنیات پر متعدد مقالات لکھے جو The Muslim World اور دیگر رسائل میں شائع ہوتے رہے۔ قرآن پر اس کی تصانیف درج ذیل ہیں: The Materials forth the History of the Text of Quran; The Koran as Scripture; The Koran-selected Suras;

[22] Arthur Jeffery, The Materials for the History of the Text of the Qur'an, E.J. Brill, Leiden, 1936, p: 22

[23] ابن ندیم محمد بن اسحٰق، الفہرست، بیروت، دارالمعرفۃ، س ن۔ ص: ۳۹

[24] محمد بن عبداللہ بن اشتہ (م ۳۶۰ھ)۔ روایت ہے کہ اس نے اختلافی قراءات پر مشتمل ایک کتاب بنام کتاب المصاحف لکھی تھی۔ امام سیوطی کے مطابق انہوں نے اس کتاب سے استفادہ کیا اور الاتقان میں کچھ اقوال نقل بھی کیے۔ دیکھیے: بغدادی اسمٰعیل پاشا، ہدیۃ العارفین اسماء المولفین وآثار المصنّفین، منشورات مکتبہ المثنیٰ، ۱۹۵۵ء، ج: ۲، ص: ۴۷؛ سیوطی، بغیۃ الوعاۃ و طبقات اللغویین والنحاۃ، مکتبہ المصریہ، س ن، ج: ۲، ص: ۱۴۲

[25] السیوطی، جلال الدین ابی بکر بن عبدالرحمٰن، الاتقان فی علوم القرآن، سہیل اکیڈمی، لاہور، ۱۹۸۷ء، ج: ۱، ص: ۶۴

[26] Jeffery: The Materials, p:23

[27] Ibn Warraq, "Which Koran" in New English Review (monthly) London Feb. March, 2008

[28] Ibid

[29] رازی محمد بن حسین، مفاتیح الغیب، بیروت، دارالفکر، ۱۹۹۳ء، ج: ۶، ص: ۵۵

[30] مثلاً دیکھیے: الجزیری عبدالرحمٰن، الفقہ علی المذاہب الاربعہ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع ثانی، ۲۰۰۳، ج: ۴، ص ۶۲۳

[31] احمد بن حنبل، المسند، دارالحدیث، قاہرہ، طبع اول ۱۹۹۵ء، ۲: ۷؛ الطبرانی ابوالقاسم سلیمان بن احمد، معجم الکبیر، عراق ۱۹۸۶ء، ۳: ۱۷۲

[32] ابو حامد محمد بن الغزالی، المستصفی من علم الاصول، تحقیق حمزہ بن زہیر، مدینۃ منورہ، جامعۃ الاسلامیہ، کلیۃ شریعۃ، ج: ۲، ص: ۱۱

[33] عبدالعظیم الزرقانی، مناہل العرفان فی علوم القرآن، داراحیاء التراث العربی، س ن، ج: ۱، ص: ۲۴۵

[34] مثلاً دیکھیے: ذہبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، بیروت، دارالکتب العلمیہ، طبع اول ۱۹۹۵ء، ج: ۹، ص: ۴۶۸

[35] مولانا عبدالقدوس ہاشمی، "مستشرقین اور اسلامی تحقیقات" مشمولہ مقالات ہاشمی، مرتبہ ثناء الحق صدیقی، لاہور، دارالتذکیر ۱۹۹۳ء، ص: ۲۰۴

[36] القلقشندی شہاب الدین ابوالعباس احمد بن یحییٰ، صبح الاعشیٰ فی کتابۃ الانشا، قاہرہ، دارالکتب مصریۃ، ۱۹۲۰ء، ج: ۳، ص: ۳۲۴۔

[37] Arthur Jeffery: Materials, p:24

[38] مولانا عبدالقدوس ہاشمی: "مستشرقین اور اسلامی تحقیقات" مشمولہ مقالات ہاشمی، مرتبہ ثناء الحق صدیقی، لاہور، دارالتذکیر، ۱۹۹۳ء، ص: ۲۰۴